عصرِ حاضر میں تلفیق بین المذاہب کی ضرورت واہمیت اور اس کے شرائط وضوابط

ڈاکٹر زینب امین* ڈاکٹر رشاد احمد**

ABSTRACT:

Talfīq Bain al-Madhāhib (Eclecticism) in Contemporary Society: Importance, Necessity, Rules and Conditions

Talfīq is to join between the positions of more than one school. *Talfīq* means to leave a particular school of jurisprudence without any reason recognized by *Sharī'ah*. Taqlīd or the strict abiding by the juristic opinions of one particular school, it can be claimed that it keeps the Muslims from straying from the straight path. But this does not mean the *Sharī'ah* itself has made this practice obligatory upon every individual. In view of these two points, a very important question is faced by the traditional scholars.

This article attempts critically to explore the point of view of Islamic jurists regarding this method, rules, conditions and limits for the legality of the said concept in contemporary society.

Key Words: *Talfīq; Eclecticism; Islamic Laws; Fiqh.*

تلفیق کا اہم مسئلہ کتب فقہ میں زیر بحث آیا ہے۔ جس سے مراد ہے ایک فقہی مسلک کا حامل شخص بوقت شدید ضرورت کیا دوسرے مسلک کی باتیں اختیار کر سکتا ہے؟ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو اسے فقہاء اپنی زبان میں تلفیق کہتے ہیں یعنی ایک فقہی مذہب کو جزوی طور پر ترک کر کے دوسری فقہی مذہب کی طرف رجوع کرنا، علماء اصول کے ہاں "تلفیق" کہلاتا ہے۔ اس کے بارے میں فقہاء میں اختلاف پایا جاتا ہے یہاں پر اس مضمون میں تلفیق کی ضرورت، اہمیت اور اصول وضوابط واضح کرنا ہے۔

تلفیق کی تعریف

تلفیق باب تفعیل سے مصدر ہے جس کے معنی ملانے کے ہیں: (لفق الثوب) یعنی (کپڑے کو دوہرا کر کے سینا) یا (لفق الشقتین) یعنی (دونوں سرے ملا کر سینا)۔[1] کبھی اس کے معنی ضم کرنے کے آتے ہیں، کبھی ملائمت اور کبھی جھوٹ اور مزخرف کے بھی آتے ہیں۔[2]

اصطلاحی تعریف

محمد رواس قلعی جی نے تلفیق کی یہ اصطلاحی تعریف لکھی ہے: "التلفيق القيام بعمل يجمع فيه بين عدة مذاهب، حتى لا يمكن اعتبار هذا العمل صحيحا في أي مذهب من المذاهب" یعنی "ایسا عمل جس میں کئی مذہب اس طرح جمع ہو جائیں کہ کسی بھی مذہب کے اعتبار سے وہ عمل صحیح قرار دینا ممکن نہ رہے"۔[3]

فقہاء کرام تلفیق کو کبھی ضم کے معنی اور کبھی توفیق اور جمع کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ متاخرین فقہاء کے ہاں تلفیق کے

* اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامیات، شہید بے نظیر بھٹو خواتین یونیورسٹی، پشاور

** اسسٹنٹ پروفیسر شیخ زاید اسلامک سنٹر، یونیورسٹی آف پشاور

لئے تتبع الرخص کی اصطلاح بھی استعمال ہوتی ہے مثلاً: "الْمُرَادُ بِالتَّلْفِيقِ بَيْنَ الْمَذَاهِبِ أَخْذُ صِحَّةِ الْفِعْلِ مِنْ مَذْهَبَيْنِ مَعًا بَعْدَ الْحُكْمِ بِبُطْلَانِهِ عَلَى كُلِ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِمُفْرَدِهِ" یعنی (فقہی مذاہب سے بیک وقت کسی فعل کے درست ہونے کو قبول کرنا اس طرح کہ وہ انفرادی طور پر کسی کے نزدیک بھی درست قرار نہ پاتا ہو)۔[4] اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی رکاوٹ کے بغیر عورت کو چھولے اور پھر کچھ ہی دیر بعد اس کا بہنے والا خون نکلے اور وہ اسی وضو کے ساتھ نماز پڑھ لے تو ایسے شخص کا وضو شافعیہ کے نزدیک چھونے کی وجہ سے اور حنیفہ کے نزدیک خون بہنے کے وجہ سے دونوں کے ہاں وضو ٹوٹ گیا اور اس شخص کا یہ کہنا کہ میں خروج نجاست یعنی ناپاکی پیشاب، پاخانہ کے راستوں کے علاوہ کسی اور جگہ سے نکلنا کے مسئلہ میں تو شافعیہ کے مذہب پر عمل کرتا ہوں اور اور عورت کو چھولینے کے مسئلہ میں حنفیہ کے مذہب پر عمل کرتا ہوں، تلفیق ہے۔

تلفیق اور تتبع الرخص کے تعریف یہ بھی کی گئی ہے: "التلفيق هو تتبع الرخص عن هوى" یعنی (تلفیق نفس پرستی کی بناء پر شرعی رخصتوں کو تلاش کرنے یا اختیار کرنے کا نام ہے)۔[5]

ان تعریفات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اصل میں لفظ تلفیق کا اطلاق حقیقۃ اس شکل پر ہی ہوگا جس میں عمل واحد کی صورت میں خرق اجماع لازم آرہا ہو اور وہ عمل میں ہونے کی شکل میں تتبع رخص پائی جارہی ہو۔

لفظ تلفیق کو بطور اصطلاح متاخرین اصولین نے متعارف کروایا ہے جو خروج عن المذہب, تتبع رخص وغیرہ مفاہیم کے لیے استعمال ہوتا ہے جیسا کہ دور حاضر کے ممتاز محقق مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے ذکر کیا ہے کہ تلفیق کو بطور اصطلاح کے استعمال دسویں صدی ہجری کے بعد متاخرین فقہاء نے شروع کیا ہے۔[6]

تلفیق فقہی مذاہب میں رخص وآسان مسائل تلاش کرکے اس پر عمل کرنے کا نام ہے یا دوسرے الفاظ میں ہر فقہی مذہب سے سہل یعنی آسان مسائل پر عمل کرنا۔ اگرچہ علماء اصول کے ہاں مقلد کے لیے جائز ہے کہ ایک مسئلہ ایک مجتہد سے لے اور دوسرا دوسرے مجتہد سے۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ بعض مسائل ایک مذہب سے لے اور بعض دوسرے مذہب سے, لیکن کیا ایک مسئلہ میں مقلد کے لیے جائز ہے کہ وہ اس کے تمام احکام جو اس کے وسائل اور مقدمات سے متعلق ہوں مختلف مذاہب سے اس ارادے سے لے جس کو فقہی زبان میں تلفق للحکم کہتے ہیں۔

فقہ اسلامی میں تلفیق مختلف احکام میں ذکر کیے جاتے ہیں۔ کبھی حیض کے مسائل میں اور کبھی جمعہ کے رکعات کے مسائل میں اور کبھی قصر کے نماز کے مسائل میں جب سفر بعض بحر میں اور بعض بر میں اور کبھی کفارہ ظہار وروزہ کے مسائل میں اور کبھی دو شہادتوں کے درمیان جو ردۃ کے اثبات کے لیے ہو۔ فقہاء کے کلام میں اس لفظ کا استعمال یوں بھی ہوتا ہے: "الْحُكْمُ الْمُلَفَّقَ بَاطِلٌ بِالْإِجْمَاعِ" یعنی "تلفیق شدہ حکم بالاجماع باطل ہے"۔[7] اس طرح یہ بھی ذکر ہے: "(ولا تجزئ) الكفارة حال كونها (ملفقة) من نوعين فأكثر كإطعام مع كسوة" یعنی "کفارہ اس صورت میں ادا نہیں ہوتا اگر وہ دو یا زائد انواع سے تلفیق شدہ (ملایا ہوا) ہو مثلاً کفارہ میں کچھ لوگوں کو کھانا کھلایا جائے اور کچھ کو لباس دے کر تعداد پوری کرلی جائے"۔[8]

وہبہ زحیلی[9] نے یہ تعریف بیان کی ہے: "هو الإتيان بكيفية لا يقول بها المجتهد"[10] تلفیق کسی عمل کی ایسی کیفیت سے انجام دہی کا نام ہے جس کا کوئی قائل نہ ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مختلف مذاہب کی تقلید کرنے اور ایک مسئلے کے بارے

میں دو یا زائد اقوال اختیار کرنے کے نتیجے میں ایک ایسا مرکب عمل سامنے آئے جس کے بارے میں کسی مجتہد کا قول نہ پایا جاتا ہو نہ اس امام کا قول جس کے مذہب کا وہ شخص پابند ہے اور نہ اس امام کا جس کی رائے اس نے اختیار کی ہو۔ جب مقلد ایک ہی مسئلے کے بارے میں دو اقوال پر بیک وقت عمل کرے یا دونوں میں سے پہلے پر یوں عمل کرے کہ دوسرے قول کے اثرات بر قرار رہیں۔ چنانچہ وہبہ زحیلی تلفیق کا مفہوم ذکر کرتے ہوئے یوں وضاحت کرتے ہیں:

> کہ دو یا زائد اماموں ایک مسئلے میں کی تقلید کرنا جس کے کچھ ارکان یا جزئیات جن کا باہم تعلق ہو، اور ہر ایک کا خاص حکم ہو جو ان ائمہ کے مابین اختلافی ہو اور تقلید اس طرح کرے کہ ایک حکم میں ایک امام کی رائے مان لے اور دوسرے حکم میں دوسرے امام کی چنانچہ وہ فعل اس طرح انجام پائے کہ دو یا زائد مذہبوں پر مشتمل ہو۔[11]

تلفیق یہ ہے کہ کسی عبادت کو یا تصرف کو ایسے طریقے سے ادا کیا جائے کہ اہل علم مجتہدین میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہ ہو۔ پس اگر کسی نے وضو کیا اور امام ابو حنیفہ کے مذہب کو اختیار کرتے ہوئے ترتیب کی رعایت نہیں رکھی اور اس کے جسم سے خون بہہ نکلا پھر امام شافعی کے مذہب کو لیتے ہوئے وضوء نہیں کیا اور نماز پڑھی، تو یہ شخص تلفیق کرنے والا ہے۔[12]

اسی طرح وہبہ زحیلی نے لکھا ہے: "اگر ایک شخص بغیر دیکھے ایک وقف مکان نوے سال یا اس سے زیادہ مدت کے لئے کرائے پر لے تو اس میں طویل مدت کے بارے میں امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کی اور نہ دیکھنے کے بارے میں امام ابو حنیفہؒ کی تقلید کے تو یہ جائز ہو گا"۔[13] مطلب یہ ہے کہ فقہی مذاہب میں رخص اور آسان مسائل تلاش کر کے ان پر عمل کرنا یا ہر فقہی مذہب سے آسان مسائل پر عمل کرنا۔

جوازِ تلفیق کے بارے میں فقہاء کی آراء

تلفیق کے لئے دائرہ کار بھی وہی ہے جو تقلید کے لیے ہے یعنی اجتہادی ظنی مسائل۔ اس کے برعکس ایسے مسائل جو ضروریات دین سے تعلق رکھتے ہیں، جن پر مسلمانوں کا اتفاق اور ان کا منکر کافر ہوتا ہے تو ایسے مسائل کے بارے میں تقلید اور تلفیق دونوں درست نہیں۔ اسی طرح وہ تلفیق جو حرام چیزوں کے حلال کرنے کا سبب بنے وہ بھی درست نہیں۔ یہ واضح رہے کہ تلفیق بین المذاہب کے نہ ہونے کی شرط دوسرے مذاہب کی تقلید کے جواز کی غرض سے دسویں صدی ہجری کے آخر میں متاخرین علماء ہی نے لگائی ہے۔ وہبہ زحیلی نے خیال ظاہر کیا ہے کہ ساتویں صدی ہجری سے پہلے اس پر گفتگو تک نہیں ہوتی تھی۔[14] تلفیق کے جائز قرار دینے پر بعد کے علماء نے یہ دلیل دی ہے کہ جو شخص کسی معین مذہب کی تقلید نہ کرتا ہو اس کے لیے تلفیق جائز ہے کیونکہ اگر ایسا نہ قرار دیا جائے تو عوام کی عبادتوں کا باطل ہونا لازم آئے گا۔ نیز یہ کہ عامی شخص کا کوئی معین مذہب نہیں ہوتا، اگرچہ وہ اس مذہب کو اپنا بھی لے، لیکن ہر آنے والے مسئلے میں اس کا مذہب وہی ہوتا ہے جو اس کو مسئلہ بتانے والے مفتی کا ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ تلفیق کے جواز کا قول (تیسیر علی الناس) لوگوں پر نرمی کرنے کے باب سے تعلق رکھتا ہے۔ کسی معین امام کی ایک مسئلے میں تقلید دوسرے امام کی تقلید سے ممانعت نہیں کرتی ہے، اور اس کے نتیجے میں مرتب ہونے والے عمل کے بارے میں یہ بھی نہیں کہا جائے گا کہ مقلد ایک ایسے عمل کو اپنا رہا ہے جس کے دونوں امام قائل نہیں۔

اس سلسلے میں مشہور فقہ حنفی کے عالم کمال الدین ابن ہمامؒ (م۸۶۱ھ) اور ان کے شاگرد ابن امیر الحاجؒ (۸۷۹ھ) نے التحریر وشرح التحریر میں فرمایا ہے: (خلاصہ کلام) "مقلد کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ جس کی چاہے تقلید کرے اور اسی طرح عامی شخص کے لئے بھی کہ وہ کسی مسئلے میں ایسے مجتہد کی بات کو لے جو اس کے لئے آسان ہو یعنی ہر مذہب میں مکلف اگر رخص کی تلاش کریں تو اس میں کوئی حرج وضرر نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ اپنی امت سے تخفیف کئے جانے کو پسند فرماتے تھے"۔[15] اس کے علاوہ وہبہ زحیلی نے لکھا ہے کہ ابن عابدین شامی (م۱۲۵۲ھ) اور قاضی طرطوسی (م۷۵۸ھ) جواز کے قائل نظر آتے ہیں۔[16] علامہ ابو السعود العمادی حنفی (م۹۸۳ھ) نے اپنے فتاوی میں اسے جائز قرار دیا ہے۔[17] علامہ ابن نجیم المصری (م۹۷۰ھ) نے فرمایا ہے کہ تلفیق جائز ہونا مذہب کا مختار مسئلہ ہے۔[18] اس کے علاوہ علامہ امیر بادشاہ (م۹۷۲ھ) بڑے شدومد کے ساتھ تلفیق کو جائز قرار دیتے ہیں۔ مفتی نابلس آفندی ہاشمی (م۱۳۰۷ھ) نے تقلید کے بارے میں ایک رسالہ لکھا تھا جس میں انہوں نے تقلید کی مطلقاً تائید کی تھی۔ اس رسالے کے بارے میں فقیہ عصر علامہ عبد الرحمن البحراوی نے فرمایا "بلاشبہ مؤلف کتاب نے بالکل درست طور پر حق کو بیان کیا ہے"۔[19]

ڈاکٹر وہبہ زحیلی نے لکھا ہے: "متاخرین فقہاء مالکیہ کے ہاں راجح اور صحیح ترین بات یہ ہے کہ تلفیق جائز ہے"۔[20] علامہ دسوقی (م۱۲۳۰ھ) نے بھی جواز کے قول کو ترجیح دی ہے۔[21] مزید وضاحت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ تتبع رخص اس وقت منع ہے جس سے حاکم کا حکم باطل ہوتا ہو اور آگے چل کر بیان کرتے ہیں ہے صحیح قول یہ ہے کہ تتبع رخص جائز ہے۔ کیونکہ اس میں رفع مشقت ہے جو جائز ہے لیکن ایک عبادت میں تلفیق کرنے کے بارے میں مالکیہ کے ہاں دو آراء ہیں: بعض اس سے منع جبکہ دیگر اسے راجح مانتے ہیں۔[22]

مالکی فقہاء کے نزدیک حوادث میں اہل مذاہب میں سے ہر ایک کی تقلید جائز ہے۔ اسی طرح ان کے ہاں ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف انتقال بھی جائز ہے لیکن تین شرائط کے ساتھ:

۱۔ اس طرح سے دونوں مذہبوں کو جمع نہ کرے کہ اجماع کی مخالفت لازم آئے جیسا کہ کوئی شخص بغیر مہر ولی اور گواہ کے نکاح کرے کیونکہ ایسا قول کسی نے بھی نہیں کیا۔

۲۔ جس کی تقلید کر رہا ہے اس کے بارے میں فضلیت کا اعتقاد رکھے کہ اس کو روایت پہنچی ہے۔

۳۔ رخصتوں کو تلاش نہ کرے۔[23]

بعض شوافع علماء نے تلفیق کی تمام صورتوں کو ناجائز قرار دیا ہے اور بعض نے اس کی ممانعت صرف ان حالات میں کی ہے جن میں تلفیق ممنوع ہے یعنی تلفیق کو اس صورت میں جائز قرار دیا ہے کہ جب کسی مسئلہ میں ان مذاہب کی شرائط پوری ہوتی ہوں جن کی تقلید کی جارہی ہے۔[24]

ڈاکٹر وہبہ زحیلی نے علامہ طرطوسی کا قول نقل کیا ہے: "حنابلہ قاضیوں نے ایسے احکام بھی نافذ کئے جن میں تلفیق پر عمل ہوا تھا"۔[25]

علامہ عبد الرؤف مناوی (م۱۰۳۱ھ) فرماتے ہیں: "غیر مجتہد پر واجب ہے کہ وہ ایک معین مذہب کی تقلید کرے۔

حدیث پاک اختلاف امتی رحمت سے ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف انتقال کا جواز ملتا ہے"۔[26] اسی طرح علامہ الزرکشی (م ۷۹۴ھ) نے ذکر کیا ہے: "اشد ضرورت کے تحت مذہب غیر کی تقلید سے رخصت کو حاصل کرنا ہے تو جائز ہے"۔[27] عبد الرؤف مناوی کے نقل کردہ ایک قول کے مطابق رخصتوں کی تلاش کرنا منع اس صورت میں ہے کہ جب کوئی مصلحت دینیہ مد نظر نہ ہو، ورنہ منع نہیں۔ مثلاً غائب کا مال فروخت کرنا یہاں امام شافعیؒ کی تقلید زیادہ بہتر ہے کیونکہ کھانے پینے کی چیزوں میں لوگوں کو اس کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کی تائید میں امام زرکشی نے فقہی قاعدہ ذکر کیا ہے: "الأمر إذا ضاق اتسع"۔[28] اور ظفر احمد عثمانی (م ۱۳۹۴ھ) نے القواعد علوم الفقہ میں لکھا ہے کہ "مجتہدین کے اقوال کے مابین تلفیق اگر بالاجماع باطل ہو تو جائز نہیں ورنہ جائز ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ اگر ایک آدمی وضو کے بعد پچھنے لگوائے (یعنی خون نکلوایا) اور عورت کو چھوا اور بغیر تجدید وضو کے نماز پڑھی تو یہ نماز بالاجماع باطل ہے"۔[29]

چند ایک مثالیں: امام مالک حجامت کرنے کے بعد وضوء کے قائل نہیں تھے اور انہوں نے ہارون رشید کو یہ فتویٰ دیا تھا کہ حجامت کے بعد اس پر وضوء نہیں۔ ایک دن آپ نے حجامت کے بعد نماز پڑھائی اور اقتداء میں امام یوسف بھی تھے جو حجامت کرنے کے بعد وضوء کے قائل تھے، نماز پڑھی اور بعد میں اس نماز کا اعادہ نہیں کیا۔

اسی طرح ایک دفعہ امام یوسفؒ نے حمام میں غسل فرمایا اور نماز جمعہ کے بعد ان کو بتایا کہ کنوئیں میں مرا ہوا چوہا تھا۔ تو آپ نے نماز کا اعادہ نہیں کیا اور فرمایا کہ اپنے اہل مدینہ کے بھائیوں کے اس قول پر عمل کرتے ہیں جب پانی دو مٹکے تک پہنچ جائے تو نجس نہیں ہوتا۔[30]

شاہ ولی اللہؒ (م ۱۱۷۶ھ) نے ذکر کیا ہے کہ امام ابو یوسف اور امام محمدؒ عیدین میں ابن عباس والی تکبیرات ادا کرتے تھے، کیونکہ ہارون الرشید کو اپنے دادا کی تکبیر پسند تھی۔[31]

اس سے واضح ہوا کہ صاحبین ایک عام ضرورت، اجتماعیت کو برقرار رکھنے اور مسلمانوں کو انتشار و خلفشار سے بچانے کی خاطر دوسرے مذہب کو جزوی وعارضی طور پر اختیار کرنے کو روا سمجھتے تھے، اس کی وضاحت یہ ہے کہ احناف کے ہاں راجح یہ ہے کہ عیدین میں ہر رکعت میں تین زائد تکبیرات اداء کی جائیں اور یہی عبد اللہ بن مسعود کا مذہب ہے، لیکن عبد اللہ ابن عباسؓ کے مذہب کے مطابق زائد تکبیرات چار یا پانچ ہونی چاہئیں، چنانچہ عباسی خلفاء میں سے ہارون الرشید نے باقاعدہ فرمان جاری کر دیا تھا کہ تمام ائمہ عیدین میں حضرت ابن عباسؓ سے منقول تکبیرات ادا کیا کریں۔

عز بن عبد السلام (م ۶۶۰ھ) کہتے ہیں کہ صحابہ کے زمانے سے مذاہب کے ظہور تک لوگ اپنے اپنے واقعات کے متعلق مختلف علماء سے پوچھتے رہتے تھے۔ اور ان پر کوئی انکار نہیں کرتا تھا کہ اس نے رخص کا اتباع کیا ہے یا عزائم کا۔[32]

بعض فقہاء نے تلفیق کے اجازت مشروط طور پر دی ہے مثلاً علامہ شرنبلالی حنفی (م ۱۰۶۹ھ) تلفیق کے جواز کی تصریح میں کچھ فروع کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "ہماری ذکر کردہ باتوں ما حصل یہ ہے کہ انسان پر کسی معین مذہب کا اپنانا لازم نہیں اور اس کے لئے دوسرے امام کی تقلید میں ایسی چیز پر عمل جائز ہے جو اس کے اپنے مذہب کے خلاف ہو بشرطیکہ شرائط کا لحاظ رکھتے ہوئے ان امور کو انجام دے اور دو ایسے متضاد کاموں پر دو الگ واقعوں میں عمل پیرا ہو جن کا آپس میں تعلق نہ ہو۔

اور اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ دوسرے امام کی تقلید کرتے ہوئے اپنے انجام دیئے ہوئے کام کو باطل کر دے کیونکہ کسی کام کا انجام دے دینا قاضی کے فیصلے کرنے کی طرح ہوتا ہے جو کالعدم نہیں کیا جاسکتا ہے۔ وہ مزید فرماتے ہیں کہ کسی شخص کے لئے عمل کر لینے کے بعد بھی تقلید کر لینی درست ہے جیسے اس نے نماز پڑھی یہ گمان کرتے ہوئے کہ میری نماز میرے مذہب کے اصولوں کے مطابق ہے پھر بعد میں معلوم ہوا کہ اس کے اپنے مذہب کے مطابق تو درست نہیں لیکن دوسرے مذہب کے مطابق درست ہے تو اس کے لیے دوسرے مذہب کی تقلید کرنا درست اور اس کی نماز درست ہو گی۔[33]

ممنوع تلفیق

ممنوع تلفیق سے مراد ایسی تلفیق ہے جو بذات خود باطل ہیں جیسے وہ تلفیق جو محرمات کے حلال کرنے کا سبب بنے مثلاً شراب، زنا وغیرہ۔ سعید الباني (م ۱۳۲۱ھ) نے ذکر کیا ہے "اور بعض تلفیقات ایسی ہیں جو بذات خود تو باطل نہیں مگر در پیش عوارض واحوال کی وجہ سے ناجائز ہو جاتی ہیں۔ ان کی تین قسمیں ہیں: ۱۔ رخصتوں کو عمداً ڈھونڈ کر تلاش کرنا, جیسے ہر مذہب کی آسان اور نرم باتوں کو بلا ضرورت وعذر اختیار کرنا۔ لیکن ایسا سد ذریعہ کے اصول کے تحت ناجائز ہے کیونکہ نتیجتاً انسان تکالیف شرعیہ سے آزادی اختیار کر لیتا ہے۔ ۲۔ وہ تلفیق جو قاضی یا حاکم وقت کے حکم کو توڑنے کا سبب بنے کیونکہ حاکم یا قاضی کا حکم, اختلاف کو رفع کر دیتا ہے۔ ۳۔ وہ تلفیق جو ایسی چیز سے رجوع لازم کرے جو ایک مرتبہ تقلیداً انجام دی گئی ہے"۔[34] اور یہ شرط عبادات کے علاوہ احکام میں بھی ہے۔ عبادات میں تو تلفیق بلا اس شرط کے جائز ہے خواہ اس سے اس عمل سے رجوع لازم آتا ہو جس پر عمل کر چکا ہے خواہ اس سے رجوع لازم آتا ہو جو اس عمل شدہ فعل کے لیے لازم ہو اور اس پر سب کا اجماع ہے بشرطیکہ تکالیف شرعیہ سے بالکل جان چھڑانے تک نوبت نہ آ جائے اور نہ ہی اس کے نتیجے میں حکمت شرعیہ بالکل جاتی رہے یا ایسے حیلے اختیار کرنے سے جو شریعت کے بالکل خلاف ہوں یا اس کے مقاصد کو ضائع کرنے والے ہوں۔

فتاویٰ ہندیہ میں اس کی مثال پہلی صورت کی یوں بیان کی گئی ہے: کہ اگر کسی ایک فقیہ نے اپنے بیوی سے کہا کہ "انت طالق البتة" (تمھیں زبردست طلاق ہے) اور اس نے یہ خیال کیا تھا کہ اس طرح سے تین طلاقیں واقع ہوتی ہیں چنانچہ اس نے اس بات کو اپنے اور بیوی کے درمیان لاگو سمجھا اور یہ گمان کر لیا کہ میری بیوی مجھ پر حرام ہو چکی ہے۔ پھر بعد میں یہ خیال ہوا کہ یہ اس لفظ سے تین طلاقیں نہیں بلکہ طلاق رجعی واقع ہوتی ہے۔ اس صورت میں اسے اپنی پہلی رائے جاری رکھنی ہو گی اسے یہ اختیار ہو گا کہ وہ اسے اپنی بیوی قرار دے دیں اس رائے کی بنیاد جو اس نے بعد میں اختیار کی ہے۔ اسی طرح برعکس مسئلہ ہے کہ وہ پہلے اسے طلاق رجعی سمجھتا تھا بعد میں اس کا خیال یہ ہوا کہ یہ طلاق ثلث ہے تو بیوی حرام نہیں ہو گی۔[35]

امام غزالی (م ۵۰۵ھ) اور سبکی (م ۷۷۱ھ) اور امام جلال لدین المحلی (م ۸۶۴ھ) وغیرہ تلفیق کسی شرط کے بغیر منع کرنے والوں میں سے ہیں۔ ان کے نزدیک عام آدمی کے لئے جائز نہیں ہے کہ مذہب سے اپنے خواہش کے مطابق سہولت تلاش کر کے توسع حاصل کرے۔ کیونکہ یہ اصل میں ترجیح ہے جیسا کہ کوئی مفتی دو متعارض دلیلوں میں ترجیح دیتا ہے تو اس پر واجب ہوتا ہے کہ اپنے گمان میں اپنے ترجیح کی اتباع کرے نہ کہ صرف تخفیف اور آسانی کو تلاش کرتا پھرے۔

مثال کے طور پر ایک شخص نے حنفی مسلک پر عمل کرتے ہوئے ظہر کی نماز چوتھائی سر کے مسح کے ساتھ پڑھی بعد میں وہ

مالکی مسلک پر عمل کرتے ہوئے اپنی طہارت کو باطل قرار نہیں دے سکتا کہ مذہب مالکی میں پورے سر کا مسح ضروری ہے۔ یہاں پر ابن عابدین (م ۱۲۵۲ھ) نے شرط کے طور پر کہ اگر ایک دن وہ ایک مذہب کے مطابق نماز پڑھے اور دوسرے دن دوسرے مذہب کے مطابق، تو یہ جائز ہو گا۔[36] اور تاج الدین السبکی کہتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ رخصتوں کو تلاش کرنا مذاہب میں ممنوع ہے۔[37]

تلفیق کی حقیقت یہ ہے کہ ائمہ مجتہدین کے اقوال میں سے ایسے اقوال کو جمع کر کے ان پر عمل کیا جائے جس پر ایک امام نے بھی قول نہیں کیا ہو مذہب غیر کو اختیار کرنے میں اکثر متاخرین علماء نے یہ شرط لگائی ہے کہ اس سے تلفیق واقع نہ ہو جائے پس ائمہ کے درمیان اختلافی مسائل میں ہر ایک قول لے کر عمل کرنے پر علماء نے ایسے عمل کو باطل قرار دیا ہے۔

الغرض تلفیق کے جواز کا ضابطہ یہ ہے کہ جو چیز شریعت کے اصولوں اور بنیادوں کی پامالی کا سبب بنے اور اس کی تدبیروں اور حکمتوں کے زوال اور توڑنے کا سبب بنے وہ ناجائز ہو گی اور بالخصوص ممنوع شرعی حیلے وغیرہ۔ اس کے برعکس جو چیز شرعی بنیادوں کی پختگی کا سبب بنے، شریعت کی حکمت بتائے، جس میں لوگوں کے دونوں جہانوں میں بہتری مضمر ہو، جو عبادت کو ان کے لئے آسان کرے اور معاملات میں ان کے فوائد کی حفاظت کرے تو وہ جائز اور مطلوب ہے۔ اس سلسلے میں علامہ شامی لکھتے ہیں:

> اگر کسی نے اپنے مذہب کو چھوڑ کر شافعی مذہب اختیار کر لیا تو اس کو تعزیری سزا دی جائے گی یعنی یہ تبدیلئ مذہب بغیر کسی پسندیدہ شرعی مقصد کے ہو ... اور اگر کسی نے اپنے مذہب کو کسی واضح اجتہادی رائے کی وجہ سے چھوڑا تو (نہ صرف یہ جائز بلکہ) قابل ستائش و قابل اجر عمل ہو گا۔ البتہ اگر یہ تبدیلی مذہب بغیر کسی شرعی (معتبر) دلیل کے ہو یا کسی دنیوی غرض کی وجہ سے ہو تو ایسا عمل قابل مذمت و گناہ ہے جس پر مرتکب تادیب اور تعزیر کا حق دار ہو گا۔[38]

عصر حاضر میں تلفیق بین المذاہب

قانون سازی کے حوالے سے آسان کو اختیار کرنا

ڈاکٹر وہبہ زحیلی اس سلسلے میں ذکر کرتے ہیں: "شرعاً حاکم وقت ولی الامر کے لئے مذاہب شرعیہ میں سے آسان اقوال اختیار کرنے سے کوئی مانع موجود نہیں"۔[39] اگر عصری حالات کے تقاضے کے مطابق مختلف مذاہب میں سے چنے ہوئے احکام وہ کلی احکام ہیں جو مختلف متغایر امور کے لئے ہیں اور ان کے درمیان کوئی ربط نہیں، چنانچہ ان کے عملی اطلاق کے وقت اگر کوئی تلفیق واقع ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ مثلاً بغیر ولی کے یا صرف عورتوں کے ذریعے منعقد ہونے والے نکاح کی اجازت۔ اسی طرح یہ مسئلہ کہ رشتۂ نکاح کو ایک لفظ کے ذریعے دی گئی تین طلاقوں کے بعد بھی رجوع کو برقرار رکھنے کی اجازت دینا اس طرح سے کہ طلاق کو ایک طلاق رجعی قرار دے دیا جائے۔

لہذا وہبہ زحیلی لکھتے ہیں کہ تلفیق کے جواز کا قول اس کی ممانعت کے قول سے زیادہ قوی ہے۔[40]

قانون سازی عمل میں احکام مذاہب کا اختیاری چناؤ عملی طور پر حکومت عثمانیہ کے دور سے شروع ہوتا ہے۔ وہبہ زحیلی کے نزدیک یہ اس وقت شروع ہوا تھا جب حکومت عثمانیہ کے معاملات میں مزید وسعت اور آزادی کی ضرورت پیش آئی مثلاً تجارت کے نئے اصول وضوابط، صنعتی تجارتی معاملات اور معاہدوں کی ضرورت، اور داخلی اور خارجی تجارت کے بدلتے انداز۔[41]

موجودہ دور میں بھی ان معاملات میں جدت پیدا ہوگئی ہے اور حقوق کی نئی قسمیں سامنے آرہی ہیں مثلاً تصنیف وتالیف کے حقوق، مصنف اور تخلیق کنندہ کا حق, اسی طرح درآمد کی جانی والی اشیاء کی انشورنس کے معاہدوں کی ضرورت۔ ظاہر بات ہے کہ درآمدی معاہدوں میں بھی توسع اختیار کرنا ہے کہ وہ ضروری اور لازمی ساز وسامان منگوایا جاسکے جو حکومتی اداروں، کمپنیوں، کارخانوں اور تعلیمی اداروں کے لئے ضروری ہے۔

حکومت عثمانیہ نے ۱۳۳۶ھ میں خاندان کے حقوق کے سلسلے میں ایک دستاویز نشر کی تھی جو آج بھی نافذ العمل ہے اس میں احناف کے علاوہ تینوں مذاہب کے بہت سے احکام لئے گئے تھے اور حنفی مسلک کے بعض ضعیف اقوال بھی اختیار کئے گئے تھے اور مصر میں بعض منتخب قوانین لاگو کئے گئے جو مختلف مذاہب کے احکام سے ماخوذ تھے۔ یہ ۱۹۲۰ء سے ۱۹۲۹ء تک, پھر ۱۹۳۶ء میں جاری ہوئے اور اب تک ہیں۔ اس میں خلافت عثمانیہ کے اختیار کردہ عائلی قوانین ہی کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ اور یہ سارا عمل مختلف مذاہب کے منتخب علماء اور شرعی عدالتی قوانین کے ماہرین کی موجودگی میں انجام دیا گیا، اور اس میں زمانے میں ہونے والی تبدیلیوں اور اجتماعی زندگی میں ہونے والی ترقی کے نتیجے میں ہونے والی تبدیلیوں کا بطور خاص لحاظ رکھا گیا تھا۔ اسی طرح نئی حاجتوں اور مفادات کا پایا جانا اور حالات اور واقعات کا بدل جانا بھی اس عمل میں پیش نظر تھا۔[42]

تلفیق کے عمل کے ساتھ بنائے جانے والے قوانین کی بڑی واضح مثال وصیت واجبہ کا قانون نمبر ۷۱ ہے جو شق ۷۶ تا ۷۹ مذکور ہے مصری احوال شخصیہ کے مجموعہ قوانین میں ۱۹۴۶ء میں شائع ہوا۔ جو کہ اولاد محروم کے معاملے کے حل نکالنے کی غرض سے تشکیل دیا گیا تھا یعنی اس شخص کی اولاد جو باپ کی زندگی میں انتقال کرچکا ہو۔ مصری قانون کے ساتھ شام میں قانون ۱۹۵۳ء میں بنا لیکن دونوں میں ایک فرق تھا وہ یہ کہ مصری قانون میں بیٹے اور بیٹی کی اولاد میں فرق نہیں کیا گیا تھا جب کہ شامی قانون میں صرف بیٹے کی اولاد کے بارے میں بات تھی، بیٹی کی اولاد کو اس قانون میں ذوی الارحام ورثاء میں شامل کیا گیا تھا۔ یہ قانون مختلف فقہی آراء مثلاً ابن حزم (م ۴۵۶ھ)، بعض تابعینؒ فقہاء کی آراء، امام احمد بن حنبلؒ کے مذہب کے ایک قول اور اباضیہ کی رائے کے پیش نظر تشکیل دیا گیا تھا, نہ کہ کسی متعین فقہی رائے اس کی بنیاد نہیں تھی۔ مذاہب اربعہ کو پھلانگ کر دوسرے مذاہب اختیار کرنے میں لوگوں کی حاجت کے پیش نظر تلفیق کی ایک بڑی مشہور مثال وارث کے لیے وصیت کے جائز ہونے کا قانون ہے جس میں دیگر ورثاء کی اجازت بھی ضروری نہیں قرار دی گئی۔ یہ مصری قانونِ وصیت ۷۱ کی شق نمبر ۳۷ میں موجود ہے جو ۱۹۴۶ء میں رائج کیا گیا۔ اس میں مفسرین کے ایک گروہ بشمول ابو مسلم اصفہانی (م ۳۲۲ھ) اور مذاہب اربعہ کے علاوہ بعض دیگر فقہاء جیسے شیعہ، زیدیہ کے ائمہ اور شیعہ امامیہ اثنا عشریہ اور اسماعیلیہ کے فقہاء کی آراء کی بنیاد بنایا گیا تھا۔[43]

پاکستان میں بھی بعض مسائل کو چن لینے کی عدالتی فیصلوں کی مثال قبولیت شہادت کی اس چیز کے ساتھ تقیید ہے جس کے ساتھ کوئی قوی دلیل ہو جیسے لکھا ہوا ہونا، تجربہ ہونا اور حکومتی رجسٹریشن کا ہونا تا کہ زمانے کے تغیر سے کسی قسم کا شبہ نہ پیدا ہو اور نہ ہی دینی جذبہ کے کم ہونے کے سبب کوئی التباس پیدا ہو۔[44] اسی طرح پندرہ سال بعد دعوے کی ساعت کی ممانعت ماسوا اس کے کہ وقف یا وراثت کا مسئلہ ہو تو تینتس سال تک اس کے دعوے کو سنا جاسکے گا جیسا کہ مصری عدالت ہائے شرعیہ کے ضابطہ قانون میں ان امور کی تصریح ہے جو ۱۸۸۰ء کو شائع ہوا تھا۔ اسی طرح نکاح وطلاق کے دعوے کے

بارے میں زوجین میں سے کسی ایک کی وفات کے بعد، سماعت کی ممانعت ماسوا اس صورت کے کہ دعوی ایسی دستاویزی مصدقہ شہادتوں کے ساتھ ہو جو اس کی مؤید ہوں جیسا کہ شق نمبر ۳۱ مجموعۂ قوانین مصریہ ۱۸۹۷ء میں یہ بات موجود ہے۔

جیسا علامہ طحطاوی نے علامہ شرنبلالی کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ احناف کے نزدیک دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع نہیں کیا جاسکتا ہے) عذر کی وجہ سے ہو جیسے سفر۔ البتہ امام شافعی تقدیم (دو نمازوں کو پہلی کے وقت میں پڑھنا) اور تاخیر (یعنی پہلی کو دوسری کے وقت میں پڑھنا) دونوں کو جائز کہتے ہیں، اور مسافر کو اس قسم کی صورت حال میں امام شافعی کی تقلید کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے بشرطیکہ ہے کہ اس میں امام کی تمام شرائط کو پورا کرے، کیونکہ تلفیق پر مشتمل حکم بالاجماع باطل ہے۔ لہذا مقتدی ہو تو قراءت خلف الامام کرے اور وضو کے بعد مس ذکر، مس مرآۃ اور تھوڑی سی نجاست کے لگنے وغیرہ سے شافعی مسائل سے احتراز کرے"۔[45]

تلفیق کے شرائط وضوابط

پہلا ضابطہ

وہ یہ کہ آسان مذہب کو اختیار کرنے کا عمل صرف فروعی اجتہادی ظنی الثبوت مسائل تک محدود رہے یعنی وہ عملی مسائل جن کے احکام ظن طریقے سے ثابت ہوں جیسے عبادات، معاملات، احوال شخصیہ اور جنایات کے وہ احکام جن کے بارے میں کوئی نص قطعی اجماعی نہ ہو۔

نیز جہاں اخذ بالایسر (آسان صورت اختیار کرنا) کا قاعدہ لاگو نہیں ہوتا جیسے عقائد، اصول توحید وایمان, اخلاق جیسے معرفت خداوندی اور اس کی صفات کی پہچان, وجود خدا اور اس کی وحدانیت کا اثبات اور دلائل نبوت وغیرہ, ضروریات دین یعنی وہ امور جن پر مسلمانوں کا اجماع ہو چکا ہے اور اس کا منکر کافر کہلاتا ہے, ضروریات کا تعلق خواہ عبادات سے ہو یا معاملات سے, سزاؤں اور محرمات سے ہو جیسے اسلام کے پانچ ارکان, حرمتِ سود وزنا اور خرید وفروخت، شادی بیاہ اور قرض وغیرہ کے لین دین کا جواز وغیرہ۔ یہ سب وہ امور ہیں جو بالاجماع جائز ہیں۔ ان امور میں تقلید, تلفیق یا اخذ بالایسر وغیرہ جائز نہیں۔ چنانچہ وہ تلفیق جو حرام چیزوں کے مباح کرنے کا سبب بنے مثلاً نشہ آور نبیذ اور زنا جیسے محرمات وہ تلفیق ناجائز ہے۔ اسی طرح وہ تلفیق بھی ناجائز ہے جو لوگوں کے حقوق کے پامالی کا یا لوگوں کو ضرر اور نقصان پہنچانے کا سبب بنے کیونکہ اسلام میں ضرر دینے اور ضرر پانے کی اجازت نہیں۔ شاہ ولی اللہؒ علیہ بیان کرتے ہیں:

> میں ایک فقہی مسلک کو چھوڑ کر دوسرے پر عمل کرنے کے جواز میں یہ شرط لگاتا ہوں کہ اس عمل سے عدالت کا کوئی فیصلہ نہ متاثر ہوتا ہو، خواہ عدالتی فیصلے کا متاثر ہونا دو ایسی باتوں کے جمع ہونے کی وجہ سے ہو جن میں سے ہر ایک اپنی جگہ صحیح ہو جیسے بغیر گواہوں کے نکاح (ایک امام کے نزدیک) اور بغیر اعلان کے (دوسرے امام کے نزدیک) یا کسی اور وجہ سے عدالتی فیصلہ متاثر ہو... اور دوسرے فقہی مذہب پر عمل کرنے میں یہ بات بھی پیش نظر رہنی ضروری ہے کہ ایسا کرنے سے کسی دوسرے کا حق پامال نہ ہوتا ہو...[46]

مطلب یہ ہے کہ ایک مخصوص فقہی مسلک کو چھوڑ کر دوسرے مسالک پر عمل کرنے کی شاہ ولی اللہ نے دو شرطیں

بیان فرمائی ہیں:

ا۔ اس عمل سے عدالت کا سابق فیصلہ متاثر نہ ہوتا ہو۔

۲۔ کسی دوسرے کا حق پامال نہ ہوتا ہو کہ ایک شخص کے ذمہ کسی کا حق ہو اور وہ قاضی کا فیصلہ اپنے حق میں کروانے کے لیے اپنے مذہب کو تبدیل کرلے، یا قاضی اس کے خلاف فیصلہ دے جس میں دوسرے کا حق ضائع ہو جائے۔

دوسرا ضابطہ

آسان مذہب اختیار کرنے پر شریعت کے ماخذ قطعیہ کا تعارض نہ ہو اور نہ ہی اس کے عام اصول ومبادی سے متاثر ہو۔ یہ شرط فقہاء مالکیہ کی ذکر کردہ بعض باتوں سے سمجھ میں آتی ہے۔ وہ فقہاء جن میں علامہ شاطبی (م ۷۹۰ھ) بھی شامل ہیں, ابن جزی نے ان کا قول نقل کیا ہے (خلاصہ): "کہ حاکم کا حکم یا قاضی کا فیصلہ بھی قابل رد اور ناقابل تنفیذ ہو گا چار امور ہیں اخذ بالایسر کی صورت میں ایسی صورت نہ پیش آئے جو ان چار امور کی مخالف ہو ورنہ وہ ناقابل قبول ہو گی اور وہ چار امور یہ ہیں:

ا۔ قاضی قرآن سنت یا اجماع کے خلاف فیصلہ دیدے تو وہ فیصلہ بذات خود کالعدم ہو گا اور اس کے بعد آنے والا قاضی اسے کالعدم کردے گا اور اسی وجہ سے شاذ قول کے مطابق فیصلہ سنانا بھی ہے کہ وہ بھی کالعدم ہو گا۔

۲۔ یہ کہ قاضی محض گمان اور اندازے سے بغیر کسی اجتہاد اور معرفت کے فیصلہ دے تو خود اس کو اور اس کے بعد آنے والے اس فیصلے کو کالعدم کرنا ضروری ہو گا۔

۳۔ یہ کہ قاضی غور وفکر اور اجتہاد کے بعد فیصلہ دے۔ پھر بعد میں اس پر یہ ظاہر ہو کہ صحیح بات اس کے برخلاف ہے تو اس صورت میں بعد میں آنے والا قاضی اسے کالعدم نہیں کرسکتا ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ کیا وہ خود کالعدم کرسکتا ہے یا نہیں۔

۴۔ یہ کہ قاضی کا ارادہ ایک مذہب کے مطابق حکم کرنے کا ہو مگر وہ بھول کر دوسرے مذہب کے مطابق حکم دے تو قاضی خود تو اسے فسخ کرسکتا ہے لیکن بعد والا نہیں"۔[47]

تیسرا ضابطہ

اخذ بالایسر کا ضابطہ ایسی تلفیق کا سبب نہ بنے جو ممنوع ہو جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا کہ خواہ وہ جو بالذات باطل ہو جیسے محرمات شرعیہ, شراب, زنا وغیرہ حلال کرنے والی تلفیق یا وہ جو بذاتہ باطل نہ ہو۔ البتہ دیگر عوارض کی وجہ سے باطل ہو۔ وہبہ زحیلی نے اس کی تین قسمیں ذکر کی ہیں:

ا۔ رخصتوں کا عمداً بلا عذر وضرورت تتبع کرنا تاکہ آسان چیز پر عمل ہو سکے۔

۲۔ وہ تلفیق جو قاضی کے حکم کو کالعدم کرنے کا سبب بنے۔

۳۔ وہ تلفیق جو اس عمل سے رجوع کا سبب بنے جو اس نے کسی کی تقلید کرتے ہوئے انجام دیا تھا۔ یا ایسے عمل سے رجوع کا سبب بنے جو ایسے کام کے لئے لازم ہے جس میں وہ امام تقلید کررہا ہے سوائے عبادات کے۔ لہذا اخذ بالایسر کے اصول پر اس صورت میں نہیں کیا جائے گا کہ جب اس کے نتیجے میں تکالیف شرعیہ کی ذمہ داری سے بچ نکلنے یا دین کے معاملات اور ازدواجی احکام سے کھیلنے کی نوبت پہنچ جائے یا انسانی تقاضوں کو ٹھیس پہنچے یا فساد فی الارض برپا ہو یا اجتماعی فوائد کو کوئی نقصان پہنچتا ہو, ان تمام صورتوں میں اخذ بالایسر ناجائز ہو گا۔[48]

خلاصہ کلام

یہ لازم ہے کہ اخذ بالا یسر سے مقصود, مقاصد شریعت کی حفاظت, اس کی تشریعی حکمتوں اور اس کی پالیسیوں کا تحفظ ہو۔ اسی طرح تمام لوگوں کے مفادات کا معاملا، عقوبات اموال کی ادائیگیوں، اور ازدواجی تعلقات میں لحاظ رکھا جائے نہ کہ انفرادی مصلحت اور چھوٹی مصلحت کا بڑے مصلحت کے مقابلے میں لحاظ اور تحفظ اس کے ذریعے کیا جائے۔ اور ضرورت کے وقت بڑی خرابی کو چھوٹی خرابی کے ذریعے روکا جائے۔ اور یہ کہ شریعت مصلحت کے تحقق اور خرابی کے دور کرنے میں معیار ہو نہ کہ دیگر چیزیں۔

حواشی وحوالہ جات

[1] ابن منظور، محمد بن مکرم بن منظور. لسان العرب. ط ا: دار صادر بیروت، مادة: لفق, ۱۰/ ۳۳۰

[2] ایضاً

[3] قلعجی, محمد رواس وقنیبی, حامد صادق. معجم لغة الفقهاء. ط2: 1988ء, دار النفائس, ص ۴۴

[4] الشخود, علی بن ناحیف. الخلاصة فی احکام الاجتهاد والتقلید فقط. ۲/ ۲۷۱

[5] البرکتی، محمد عمیم الاحسان. قواعد الفقہ. ط: ۱۹۸۶ء، الصدف پبلشرز کراچی، ص ۷۹

[6] سہ ماہی مجلہ بحث و نظر پٹنہ (اپریل تاجون) . ط:۱۹۹۰ء، شمارہ ۹، ۳/ ۹۲

[7] أفندی، ابن عابد محمد علاء الدین. حاشیة رد المختار علی الدر المختار. ط: ۲۰۰۰ء دار الفکر بیروت، ۳/ ۵۰۸

[8] الدردیر، ابو البرکات احمد بن محمد العدوي. الشرح الکبیر. ۲/ ۱۳۳

[9] آپ شام کے شہر دیر میں ۱۹۳۲ء میں پیدا ہوئے، عصر حاضر کے نامور عالم دین، ماہر قانون، استاذ، ادیب، انشا پرداز اور نثر نگار ہیں مختلف یونیورسٹیوں میں تدریس کا فریضہ بھی انجام دیتے رہے ہیں۔ آپ مجمع الفقہ الاسلامی کے رکن ہیں۔ آپ کی مشہور تصنیف جو عصر حاضر کے مسائل فقہ پر لکھی ہے وہ الفقہ الاسلامی وادلتہ مشہور ہیں۔

[10] الزحیلی, وہبہ. الفقہ الاسلامی وأدلتہ. ط2: 1985ء, دار الفکر, دمشق, ۱/ ۸۶

[11] ایضاً

[12] فوزی، فیض اللہ. الاجتہاد فی الشریعة الاسلامی. ط: 1984ء, مکتبة دار التراث, کویت, ص ۱۳۳

[13] الفقہ الاسلامی وادلتہ، ۱/ ۸۵

[14] ایضاً

[15] ابن أمیر الحاج، محمد بن محمد. التقریر والتحریر في علم الأصول. ط: ۱۴۱۷ھ، دار الفکر، بیروت، ۳/ ۳۷۵

[16] الفقہ الاسلامی وادلتہ، ۱/ 86

[17] القرافی. الاحکام فی تمییز الفتاوی عن الاحکام. ط: دار الکتب العلمیة، بیروت, ص ۲۵۰

[18] الفقہ الاسلامی وادلتہ، ۱/ ۸۵

[19] ایضاً

[20] الفقہ الاسلامی وادلتہ، ۱/ ۸۸

[21] الدسوقی، محمد بن احمد. حاشیۃ الدسوقی. ط: دار الکتب العلمیۃ، ۲/۵۲

[22] ایضاً

[23] تنقیح الأصول، ص ۳۴

[24] الفقہ الاسلامی وادلتہ، ۱/۸۶

[25] ایضاً

[26] مناوی، عبد الرؤف. فیض القدیر شرح جامع الصغیر. ط: ۱۹۹۴ء، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱/۲۷۲

[27] الزرکشی، بدر الدین محمد بن بہادر. البحر المحیط فی اصول الفقہ. ط: ۲۰۰۰ء، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۴/۶۰۰

[28] سبکی، تاج الدین. الاشباہ والنظائر. ط: ۱۹۹۱ء، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱/۵۹

[29] عثمانی، ظفر احمد. مقدمۃ اعلاء السنن. ط: ادارہ القرآن والعلوم الاسلامیہ، اشرف منزل، کراچی، پاکستان، ۲/۱۹۷

[30] البانی، محمد سعید بن عبد الرحمن. عمدۃ التحقیق فی التلفیق. ط: ۱۹۹۷ء، دار القادری، بدمشق، ص ۱۸۷

[31] دہلوی, شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغۃ. ط ۲: ۱۹۹۲ء، دار احیاء العلوم، بیروت، لبنان، ۱/۴۵۷

[32] السبکی، عبد الوہاب. جمع الجوامع. ط: طبع الحلبی، القاہرۃ، ۲/۳۰۲

[33] شرنبلالی, حسن بن عمار. العقد الفرید لبیان الراجح من الخلاف فی جواز التقلید. ص ۳۴

[34] البانی, محمد سعید. عمدۃ التحقیق فی التقلید والتلفیق. ط: 1981ء, المکتب الإسلامی للطباعۃ, ص ۱۸۷

[35] فتاوی عالمگیری. اردو ترجمہ: مولانا سید امیر علی. ط: مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور، ۲/۲۹۲

[36] ابن عابدین. عقود رسم المفتی فی الحاشیۃ. ط: 2000ء, طبعۃ لاہور, ۱/۶۹

[37] تاج الدین السبکی یہ قول علامہ زحیلی نے نقل کیا ہے۔[الفقہ الاسلامی وادلتہ، ۱/ ۱۰۴]

[38] حاشیۃ رد المختار علی الدر المختار شرح تنویر الابصار، ۴/۸۰

[39] الفقہ الاسلامی وادلتہ، ۱/۹۴

[40] ایضاً، ص ۹۵

[41] ایضاً

[42] ایضاً؛ الفقہ الاسلامی وادلتہ، ۱/ ۹۷-۹۸

[43] خلاصہ کلام[الفقہ الاسلامی، ۱/ ۹۸-۱۰۰]

[44] آمین, زینب. حدود وقصاص میں عورت کی گواہی (پی ایچ ڈی مقالہ). سیشن 2011ء: اسلامیات ڈیپارٹمنٹ, نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز, اسلام آباد، ص ۲۳۱

[45] الطحطاوی، احمد بن محمد بن اسماعیل. حاشیۃ علی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح. ط: ۱۳۱۸ھ، المطبعۃ الامیرۃ، بولاق، ۱/۱۲۰

[46] دہلوی, شاہ ولی اللہ. عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید. تحقیق: محب الدین الخطیب. ط: المطبعۃ السلفیۃ، قاہرۃ، ص ۲۵

[47] ابن جزی، محمد بن احمد الکلبی. قوانین فقہیہ. ط: دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ص ۲۹۴

[48] الفقہ الاسلامی وادلتہ، ۱/۱۰۴